© rasailojaraid.com

شذرات

ایک عظیم فکر اور وسعت پذیر دعوت کی یہ امتیازی خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کی کئی جہتیں اور متعدد حیثیتیں ہوتی ہیں، جن میں سے ہر ایک کی اہمیت اور افادیت جیسے جیسے زمانہ گزرتا ہے، اس کے حالات کے مطابق نمایاں ہوتی ہے۔ بے شک ان جہتوں اور حیثیتوں کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے، لیکن یہ ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہوتیں اور ایک عظیم فکر اور وسعت پذیر دعوت ان سب کی حامل ہوتی ہے بالکل ایسے ہی جیسے ایک پہلو دار ہیرا ہوتا ہے، جس کا ہر پہلو اپنی ایک الگ شعاع دیتا ہے۔

فکر ولی اللہی کا شمار بھی دنیا کے ان عظیم فکروں میں سے کرنا چاہیئے۔ برصغیر کی گذشتہ دو سو سال کی اسلامی تاریخ میں اس فکر کی مختلف حیثیتیں مختلف شکلوں میں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے خود حضرت شاہ ولی اللہ کو بھی اپنی فکری دعوت کی اس خصوصیت کا احساس تھا۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہماری اولاد کے پہلے طبقے میں تو علم حدیث پھیلے گا اور دوسرے طبقے میں علم حکمت کی اشاعت ہوگی۔

"الرحیم" کے پچھلے شمارے میں مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کا ایک مضمون چھپا ہے، جس میں شاہ ولی اللہ کی فکری تحریک کے ارتقاء پر بحث کی گئی ہے۔ مولانا مرحوم کا اپنا ایک مخصوص نقطۂ نظر تھا اور ظاہر ہے اس مضمون میں تحریک ولی اللہی کو اسی نقطۂ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ ضروری نہیں کہ اس ضمن میں جن نتائج پر مولانا مرحوم پہنچے تھے ان سے سب کا اتفاق ہو۔

لیکن یہاں ہم ایک بات کا ضرور اثبات کریں گے اور ہماری یہ دلی آرزو ہے کہ تحریک ولی اللہی کے بارے میں اسے ایک بنیادی نقطہ قرار دیا جائے۔ اور وہ یہ جیسا کہ مولانا سندھی نے اس مضمون میں لکھا ہے۔ ہم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ولی اللہ کے علوم میں نقل عقل کشف کے تطابق کو مابہ الامتیاز مانتے ہیں۔ اور یہ کہ امام ولی کے بعد اس درجے کا کامل ہم فقط امام عبدالعزیز کو مانتے ہیں۔ جن میں یہ تینوں کمالات جمع تھے۔ اس سلسلے میں مولانا سندھی نے اس رجحان پر بھی تنقید کی ہے۔ جس میں غلو کی حد تک امام عبدالعزیز سے انکار پایا جاتا تھا۔

ہمارے نزدیک آج جو حالات ہمیں درپیش ہیں، اور جن مسائل سے ہمیں اس وقت عہدہ برآ ہونا پڑ رہا ہے ان کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس نقطے پر خاص طور سے زور دیں۔ اور ولی اللہی تحریک کے ضمن میں امام عبدالعزیز کی جامعیت ہمارے پیش نظر رہے۔ ملت میں وسیع تر اتحاد کا یہی ایک ذریعہ ہو سکتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا قیام مغربی پاکستان کی دینی تاریخ میں ایک خوش آیند مستقبل کی تمہید ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے اکثر دینی اداروں نے قومی بنیادوں پر علوم اسلامیہ کی ایک درس گاہ کے قیام کا خیر مقدم نہیں کیا اور اس کی وجہ ظاہر ہے بدقسمتی سے ان اداروں کے ماتحت جو دینی مدارس چل رہے ہیں۔ ان میں سے بیشتر ایک قسم کی اجارہ داریاں سی بن گئی ہیں۔ اور مولانا محمد اسمعیل صاحب امیر جماعت اہل حدیث کے الفاظ میں "یہ بسا اوقات انتشار اور تفرق بین المسلمین کا موجب بنتے ہیں۔"

ابھی دنوں مغربی پاکستان اسمبلی میں جب جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا آرڈی ننس' اسمبلی کے ارکان کی منظوری کے لئے پیش ہوا، تو سرکاری بنچوں کے علاوہ حزب اختلاف نے بھی جامعہ کے قیام کا بڑے زوردار الفاظ میں خیر مقدم کیا۔ اور اس طرح یہ آرڈی ننس باتفاق رائے منظور کیا گیا۔ حزب اختلاف کے لیڈر نے جامعہ اسلامیہ کے قیام پر حکومت کو مبارک باد دی، اسمبلی کے ایک ممتاز رکن علامہ ارشد نے بہاولپور میں اسلامی علوم کی درس گاہ کے قیام پر صدر ایوب اور گورنر مغربی پاکستان کو خود ان کے الفاظ میں "بغیر کسی ذہنی تحفظ کے" دلی مبارک باد پیش کی۔ اور اس کے ساتھ ہی رکن موصوف نے موجودہ ناظم اعلیٰ اوقاف جناب شیخ محمد اکرام کی ان کوششوں کو سراہا جو اس جامعہ کے قیام میں منتج ہوئیں۔ خدا کرے یہ جامعہ پھلے پھولے تاکہ مستقبل میں ہماری تمام دینی تعلیم کا یہ مرکز و محور بن سکے۔

اس ماہ ہمارے دو محترم بزرگ جن کا ولی اللہی تحریک سے قریبی تعلق تھا۔ ہم سے رخصت ہو گئے ہجرت سے قبل مولانا عبیداللہ سندھی کی عمر کا ایک حصہ سرزمین سندھ کے مشہور صاحب طریقت

© rasailojaraid.com